نماز میں امام کے پیچھے قراءت کرنے کا حکم ؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مقتدی کا امام کے پیچھے قراءت کرنے کا کیا حکم ہے ؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں ۔ نیز اگر مقتدی امام کے پیچھے قراءت کر لے تو کیا حکم ہے، کیا اس سے مقتدی کی نماز میں کوئی خرابی لازم آئے گی یا نہیں ؟

جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

مذہبِ حنفی میں امام کے پیچھے مقتدی کا خاموش کھڑا رہنا واجب ہے اور مطلقاً سری اور جہری نمازوں میں سے کسی میں بھی سورہ فاتحہ یا کسی اور سورت کی قراءت کرنا، مکروہِ تحریمی یعنی ناجائز گناہ ہے ۔ قرآن کریم میں اللہ عزوجل نے قرآن پاک کی قراءت کے وقت خاموش رہنے اور اسے سننے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، نیز حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا کہ جس شخص کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت، مقتدی کی بھی قراءت ہے، ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا کہ امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو، لہذا مقتدی ہر حال میں امام کے پیچھے خاموش ہی کھڑا رہے گا اور کچھ بھی قراءت نہیں کرے گا ۔ اگر مقتدی نے امام کے پیچھے سری و جہری نمازوں میں سے کسی بھی نماز میں سورہ فاتحہ یا کسی سورت کی تلاوت کر لی، تو اگر بھول کر قراءت کی، تو مقتدی کی نماز بلاشبہ درست ہو جائے گی، اور مقتدی پر اس کی وجہ سے سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوگا، ہاں البتہ اگر مقتدی نے جان بوجھ کر یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا کسی سورت کی تلاوت کی، تو چاہے سری نمازیں کی یا جہری نمازیں، بہر صورت اس کے سبب مقتدی کی نماز واجب الاعادہ ہو جائے گی یعنی مقتدی پر اُس نماز کو دوہرانا واجب ہوگا، اور جان بوجھ کر قراءت کرنے، یونہی مسئلہ سے ناواقفی کے سبب قراءت کرنے کے سبب گنہگار بھی ہوگا، جس سے توبہ کرنا لازم ہوگا ۔

قراءت قرآن کے وقت خاموش رہنے اور تلاوت کو غور سے سننے سے متعلق فرمان باری تعالی ہے :

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (پارہ9، الاعراف: 204)

امام کے پیچھے قراءت کے وقت خاموش رہنے سے متعلق، سنن نسائی کی حدیث پاک میں ہے:

”عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا كبر فكبروا، وإذا قرأ فأنصتوا“

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ (سنن نسائی، جلد2، تاویل قولہ عزوجل: وإذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ، صفحہ 141، رقم الحدیث: 921، مطبوعہ حلب)

امام کی قراءت، مقتدی کیلئے بھی قراءت ہے، چنانچہ سننِ ابنِ ماجہ کی حدیث مبارکہ میں ہے:

”عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان له إمام، فقراءة الامام له قراءة“

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت اس کی بھی قراءت ہے۔ (سنن ابن ماجہ، جلد1، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، صفحہ 276، رقم الحدیث: 850، دار احیاء الکتب العربیۃ)

جامع ترمذی کی حدیث پاک میں ہے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا أن يكون وراء الامام“

ترجمہ: جس نے کسی رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اس نے نماز نہیں پڑھی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو (تو اس پر فاتحہ کی قراءت لازم نہیں)۔ (سنن ترمذی، جلد1، باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام، صفحہ 413، رقم الحدیث: 313، دار الغرب الإسلامی، بیروت)

مقتدی کا امام کے پیچھے قراءت کرنا مکروہ تحریمی ناجائز و گناہ ہے، چنانچہ نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے:

”(ولا يقرأ المؤتم بل يستمع) حال جهر الإمام (وينصت) حال إسراره لقوله تعالى:

{وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا}

وقال صلى الله عليه وسلم: يكفيك قراءة الإمام جهر أم خافت۔ واتفق الإمام الأعظم وأصحابه والإمام مالك والإمام أحمد بن حنبل على صحة صلاة المأموم من غير قراءته شيئا۔ (وإن قرأ) المأموم الفاتحة وغيرها (كره) ذلك (تحريما) للنهي"

ترجمہ: اور مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہیں کرے گا، بلکہ امام کے بلند آواز سے پڑھنے کی صورت میں اس کی قراءت سنے گا، اور آہستہ آواز سے پڑھنے کی صورت میں خاموش رہے گا، اللہ تعالی کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تجھے امام کی قراءت کافی ہے، وہ بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ، اور امام اعظم اور ان کے اصحاب اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما سب کے سب نے مقتدی کے کچھ بھی قراءت نہ کرنے پر اس کی نماز کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے۔
(بہرحال) اگر مقتدی نے امام کے پیچھے فاتحہ اور اس کے علاوہ سورت کی قراءت کی تو حدیث پاک میں اس سے ممانعت کی وجہ سے یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔ **(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، صفحہ 86، دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

مقتدی امام کے پیچھے سری وجہری کسی بھی نماز میں مطلقاً قراءت نہیں کرے گا، نہ سورہ فاتحہ کی اور نہ کسی دوسری سورت کی، چنانچہ تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

"(والمؤتم لا يقرأ مطلقا) ولا الفاتحة في السرية اتفاقا، وما نسب لمحمد ضعيف كما بسطه الكمال (فإن قرأ كره تحريما) وتصح في الأصح"

ترجمہ: مقتدی بالکل قراءت نہیں کرے گا، اور بالاتفاق سری نماز میں فاتحہ بھی نہیں پڑھے گا، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف جو قول منسوب ہے (کہ سری نماز میں فاتحہ کی قراءت مستحب ہے) تو وہ ضعیف ہے۔ لہذا اگر مقتدی نے قراءت کی تو اس کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے لیکن اَصح قول کے مطابق نماز صحیح ہوگی۔ **(تنویر الابصار مع درمختار، جلد 2، صفحہ 327، 326، دار المعرفۃ، بیروت)**

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: "مذہبِ حنفیہ دربارہ قراءَتِ مقتدی، عدمِ اباحت و کراہتِ تحریمیہ ہے۔" **(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 240، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)**

امام کے پیچھے مقتدی نے قراءت کی تو اگر جان بوجھ کر کی تو نماز واجب الاعادہ ہوگی، اور بھول کر کی تو نماز درست ہو جائے گی، سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوگا، چنانچہ نماز کے واجبات کے بیان میں علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"وانصات المقتدی" ترجمہ: اور مقتدی کا خاموش رہنا واجب ہے۔

درمختار کی اس عبارت کے تحت علامہ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار میں ارشاد فرماتے ہیں:

”فلو لم ینصت وقرأ یجب علیہ اعادۃ الصلاۃ، ولا یتأتی فی حقہ السھو ان قرأ سھوا؛ لانہ لا سھو علی المقتدی، حلبی“

ترجمہ: لہٰذا اگر مقتدی خاموش نہ رہا اور اس نے قراءت کی، تو اس پر نماز کو دوہرانا واجب ہے، اور اگر اس نے بھول کر قراءت کرلی ہو تو اس کے حق میں سہو کا حکم نہیں ہوگا، کیونکہ مقتدی پر اپنے سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں، حلبی۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، جلد2، صفحہ147، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ درمختار کی عبارت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

”فلو قرأ خلف إمامه كره تحريما ولا تفسد في الأصح كما سيأتي قبيل باب الإمامة ولا يلزمه سجود سهو لو قرأ سهوا لأنه لا سهو على المقتدي، وهل يلزم المتعمد الإعادة؟ جزم ح وتبعه ط بوجوبها“

ترجمہ: لہٰذا اگر مقتدی نے امام کے پیچھے قراءت کی، تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا، اور اصح قول کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوگی، جیساکہ عنقریب باب الامامۃ سے پہلے آئے گا، اور مقتدی نے اگر بھول کر قراءت کی تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا، کیونکہ مقتدی پر اپنے بھولنے کے سبب سجدہ سہو لازم نہیں، اور کیا جان بوجھ کر قراءت کرنے والے پر اعادہ لازم ہوگا؟ تو ح (یعنی امام حلبی) نے اعادے کے واجب ہونے پر جزم فرمایا ہے اور ط (یعنی علامہ طحطاوی) نے اعادے کے واجب ہونے میں ان کی اتباع کی ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد2، باب صفۃ الصلاۃ، صفحہ202، دار المعرفۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-522

تاریخ اجراء: 20 صفر المظفر 1446ھ/26 اگست 2024ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net